عمر بن خطاب

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

maktabamuddusia.com

فہرست

عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
مقدمہ	1	فوجی نظام	38
تعارف	3	فوجی سہولیات	38
قبولِ اسلام	5	محکمہ پولیس	39
ہجرت	8	محکمہ افتاء	39
رسول اللہ ﷺ کی صحبت وتربیت	9	قاضیوں کو نصیحت	40
غزوات میں شرکت	12	عدل وانصاف	40
غزوۂ بدر	12	مساوات اور اظہار رائے میں مکمل آزادی	43
غزوۂ احد	13	رعایا کی خبر گیری	46
غزوۂ خندق	14	ذمیوں کے حقوق	49
صلح حدیبیہ	15	قرآن وحدیث کی تعلیم واحتیاط	51
غزوۂ خیبر	16	**بیت المال**	52
فتح مکہ	17	بیت المال کے مصارف	53
خلافت	19	بیت المال کی حفاظت	53
خطبۂ خلافت	20	امانت	54
فتوحات	22	وظائف کی تقسیم	56
جنگِ یرموک	22	**رفاہ عامہ**	58
جنگِ قادسیہ	24	سرائے وچوکیوں کا اہتمام	58
فتح مدائن	26	محکمہ آب پاشی	58
فتح بیت المقدس	29	قحط سالی	59
نظامِ حکومت	32	نئے شہر	60
مجلسِ شوریٰ کا قیام	32	تعمیرِ مساجد	61
صوبوں کی تقسیم	32	توسیع خانہ کعبہ ومسجدِ نبوی ﷺ	61
صوبوں کے عہدے دار	32	دینی تعلیم	61
عہدے داروں کی نگرانی	33	مردم شماری	62
عہدے داروں کی راہ نمائی	36	اسلامی سکہ کا اجرا	62
عہدے داروں سے انصاف	37	سنہ ہجری کی ابتدا	62

maktabaquddusia.com

عنوان	صفحہ نمبر
جیل خانہ	62
اخلاق و عادات	64
خوف الٰہی	64
متعلقین رسالت ﷺ کا لحاظ	66
غذا اور لباس	67
جانوروں پر رحم	70
اعتراف خطا و تلافی	70
قدردانی	71
خیرخواہی	73
نصیحت کا انداز	74
رعب و دبدبہ	75
بُردباری	76
مالی حالت	78
فضائل عمرؓ	79
فضل و کمال	79
خطبوں سے چند اقتباسات	80
علم	80
صائب الرائے	82
اسیرانِ بدر کا معاملہ	82
پردے کا حکم	82
حرمتِ شراب کا معاملہ	83
مقامِ ابراہیم جائے نماز	84
اذان کا طریقہ	84
زہد و قناعت	84
قوتِ ایمانی	85
شہادتِ عمرؓ	87
جانشین کے تقرر کا مسئلہ	88
وصیتیں	89
خانگی زندگی	94
ذریعہ معاش	95
آپ ﷺ سے شرفِ رشتہ داری	95
اولادِ عمرؓ	96
اوّلیاتِ عمرؓ	97
اقوالِ زریں	98
المصادر والمراجع	99

maktabaquddusia.com

قبولِ اسلام

ابتدا میں سیدنا عمرؓ نے اسلام کی بھرپور مخالفت کی، اگرچہ قبل از اسلام ایک روز انہوں نے ایک خواب دیکھا جس میں انہیں اسلام کی ترغیب دی گئی تھی۔ اپنا خواب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

''میں بتوں کے قریب سویا ہوا تھا کہ ایک شخص بچھڑا لے کر آیا اور اسے بت پر ذبح کیا تو اس کے اندر سے اس قدر زور کی چیخ نکلی کہ ایسی شدید آواز میں نے اس سے پہلے کبھی نہیں سنی تھی۔ اس نے کہا، اے دشمن! تجھ کو ایک ایسی بات بتاتا ہوں جس سے مراد مل جائے، ایک خوش بیاں شخص یوں کہتا ہے: لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ یہ سنتے ہی تمام لوگ (جو وہاں موجود تھے) چونک پڑے (اور چل دیے) میں نے کہا میں تو نہیں جاؤں گا، دیکھوں گا کہ اس کے بعد کیا ہوتا ہے؟ پھر یہی آواز آئی ارے دشمن! تجھ کو ایک بات بتاتا ہوں جس سے مراد بر آئے، ایک فصیح شخص یوں کہہ رہا ہے: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، اس وقت میں کھڑا ہوا اور ابھی کچھ دیر نہیں گزری تھی کہ لوگ کہنے لگے یہ (محمد ﷺ) اللہ کے سچے نبی ہیں''[1]۔

اسی دوران نبی کریم ﷺ کو منصبِ نبوت عطا ہوا اور بحیثیتِ رسول مکہ میں آپ ﷺ کے چرچے ہونے لگے لیکن سیدنا عمرؓ نے اسلام قبول نہ کیا بلکہ جب سیدنا عمرؓ کے خاندان کی ایک کنیز بُشَینہ مسلمان ہو گئی تو وہ اس کو بہت مارتے اور جب اسے مارتے مارتے تھک جاتے تو کہتے: ذرا دم لے لوں تو پھر ماروں گا لیکن وہ جواب میں کہتی ''اگر تم نے اسلام قبول نہ کیا تو اللہ اس کا بدلہ لے گا''[2]۔

ایک مخلص مومنہ کی یہ دعا سیدنا عمرؓ کے حق میں قبول ہوئی اور کچھ عرصہ بعد ایسے واقعات پیش آئے کہ سیدنا عمرؓ خود الجھن میں مبتلا ہو گئے۔ ایک مرتبہ خانہ کعبہ میں گئے وہاں آپ ﷺ کو حالتِ نماز میں دیکھا، آپ ﷺ سورۃ الحاقّۃ کی تلاوت فرما رہے تھے۔ سیدنا عمرؓ فرماتے ہیں: میں نے کہا قسم اللہ کی! یہ تو شاعر ہے جیسے کہ قریش میں شاعر موجود ہیں۔ آپ ﷺ نے اگلی آیت تلاوت فرمائی:

اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ۝ وَّمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ ۝

''بے شک البتہ یہ رسول کریم کا قول ہے اور یہ کسی شاعر کا قول نہیں، کتنا کم تم ایمان لاتے ہو''[3]۔

---

① صحیح البخاری: 3866 ② عمر بن خطاب، شخصیت اور کارنامے، ص: 47 ③ الحاقّۃ: 40-41

فرماتے ہیں کہ میں نے کہا: یہ ضرور کوئی کاہن ہیں کہ میرے دل کی بات جان گئے تو آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ ○ تَنْزِيلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِينَ ○

''اور نہ کسی کاہن کا قول ہے، کتنا کم تم نصیحت پکڑتے ہو۔ (یہ) تمام جہانوں کے رب کی طرف سے نازل کردہ ہے''[1]۔

سیدنا عمرؓ فرماتے ہیں:

وَقَعَ الْإِسْلَامُ فِيْ قَلْبِيْ كُلَّ مَوْقِعٍ

یعنی ہر موقع پر اسلام میرے دل میں گھر کرتا گیا لیکن قریش کی حق مخالفانہ باتوں سے ایمان کے لیے جو تڑپ ان کے دل میں جاگی تھی وہ پھر سوگئی[2]۔

مکہ میں لوگوں کے اسلام قبول کرنے کے سبب آئے دن خاندانوں میں جھگڑے بڑھتے جارہے تھے اور قریش کی مخالفت بھی شدت اختیار کرتی جارہی تھی۔ ان حالات میں ایک دن رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِاَحَبِّ هٰذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ اِلَيْكَ بِاَبِيْ جَهْلٍ اَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ وَكَانَ اَحَبَّهُمَا اِلَيْهِ عُمَرُ ''اے اللہ! ان دو مردوں ابوجہل یا عمر بن خطاب میں سے جو آپ کو زیادہ پیارا ہو اس کے ذریعے اسلام کو غلبہ عطا کر'' فرمایا: اللہ تعالیٰ کو ان دونوں میں سے عمر بن خطاب زیادہ پیارے تھے''[3]۔

ایک روایت کے مطابق اگلے روز سیدنا عمرؓ رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنے کے ارادہ سے گھر سے نکلے تو راستے میں ان کو ان کے قبیلے کا ایک شخص نعیم بن عبداللہ مل گیا۔ انہوں نے پوچھا اے عمر! خیریت تو ہے، کہاں جا رہے ہو؟ جواب دیا: نیا دین لانے والے کو قتل کرنے جا رہا ہوں جس نے قریش کے گھر گھر میں پھوٹ ڈال رکھی ہے، جو ہمارے دین اور بتوں کو برا کہتا ہے۔ وہ بولے پہلے اپنے گھر کی تو خبر لو! تمہاری بہن فاطمہ بنت خطابؓ اور بہنوئی سعید بن زیدؓ اسلام لا چکے ہیں۔ یہ سنتے ہی سیدنا عمرؓ آگ بگولا ہو گئے اور شدید غصے کی حالت میں بہن کے گھر کی طرف چل دیے۔ وہاں پہنچے تو دیکھا کہ اندر سے قرآن مجید

---

1 الحاقة 42، 43 2 مسند احمد، ج:1 107 3 سنن الترمذی: 3681

پڑھنے کی آواز آ رہی تھی جسے سن کر وہ ٹھہر گئے۔ جب کمرے میں داخل ہوئے تو ان کی بہن نے قرآن مجید کے وہ اوراق جلدی سے چھپا دیے جن سے وہ اوران کے شوہر تلاوت کر رہے تھے۔ آپؓ نے ان سے پوچھا کہ کیا تم اپنے دین سے پھر گئے ہو؟ تو انہوں نے اپنے ایمان لانے کا اقرار کرلیا۔ بس پھر کیا تھا، سیدنا عمرؓ نے اپنے بہنوئی کو مارنا پیٹنا شروع کر دیا۔ شوہر کو بچانے کے لیے بہن درمیان میں آئیں تو ان کو بھی چوٹیں لگیں۔ بہن کا خون دیکھ کر اُن کا دل پسیج گیا اور کہا کہ لاؤ! مجھے دکھاؤ تم کیا پڑھ رہی تھیں؟ بہن بولیں کہ وہ اوراق میں آپ کو نہیں دکھا سکتی کیونکہ اس کو صرف پاک لوگ ہی ہاتھ لگا سکتے ہیں لہٰذا آپؓ نے غسل کیا۔ چونکہ خود پڑھے لکھے تھے لہٰذا جوں ہی سورۃ طٰہٰ کی ابتدائی آیات پڑھیں، کلام کی سچائی اور خوب صورتی دل میں اتر گئی اور بے اختیار بول اٹھے "واہ! کیا کلام ہے"۔ پھر اسی حالت میں آپ ﷺ کے پاس دارِ ارقم جا پہنچے۔ صحابہ کرامؓ ان کے ہاتھ میں ننگی تلوار دیکھ کر پریشان ہو گئے تو سیدنا حمزہؓ نے فرمایا: "اس کو آنے دو اگر اسلام قبول کرنے کی نیت سے آیا ہے تو ٹھیک، ورنہ اِسی کی تلوار سے اُس کا سر اُڑا دیا جائے گا" لیکن سیدنا عمرؓ آپ ﷺ کے پاس آئے اور اسلام قبول کرلیا۔

اس وقت نبوت کا چھٹا سال تھا اور سیدنا عمرؓ تینتیس برس کے تھے۔ صحابہ کرامؓ نے اس خوشی کے موقع پر اس قدر جوش سے نعرۂ تکبیر بلند کیا کہ مکہ کی وادی اور پہاڑ گونج اٹھے۔

بہن کی دل سوزی کا ان پر ایسا اثر ہوا کہ نہ صرف ان کے بھائی کی بلکہ اُن کے ذریعے پوری امتِ مسلمہ کی تقدیر بدل گئی۔

مکہ میں اب تک مسلمان کمزور تھے اور سرِ عام عبادت نہیں کر سکتے تھے۔ یہ دیکھ کر سیدنا عمرؓ نے رسول اللہ ﷺ سے فرمایا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا ہم حق پر نہیں، خواہ زندہ رہیں یا مریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "کیوں نہیں! اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم لوگ حق پر ہو! خواہ زندہ رہو خواہ موت سے دو چار ہو جاؤ!" یہ سن کر سیدنا عمرؓ نے فرمایا کہ پھر چھپنا کیسا؟ اس ذات کی قسم! جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ ہم ضرور باہر نکلیں گے چنانچہ مسلمان دو صفوں میں آپ ﷺ کے ہمراہ باہر نکلے۔ ایک صف میں سیدنا حمزہؓ اور دوسری میں سیدنا عمرؓ تھے۔ سیدنا عمرؓ فرماتے ہیں:

1: عمر فاروق، ص: 76,77